Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 02,
Jan – Mar 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

زوجین کے باہمی تخاطب کے اسلامی اصول: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Islamic Principles of Spousal Communication: A Research-Based Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Dr. Hafiz Masood ul Rahman Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies,
The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Dr. Hafiz Hussain Azhar
Associate Professor, Department of Social Sciences,
University of Veterinary and Animal Science, Lahore
Dr. Muhammad Asim Shahbaz
Instructor, Islamic Studies, Department of Related Sciences,
University of Rasul, Mandi Bahauddin, Pakistan

ABSTRACT

This research explores the Islamic principles of communication between spouses as derived from the Qur'an and Sunnah. The study begins with a linguistic and conceptual analysis of "takhāṭub" (mutual conversation), establishing its ethical and spiritual framework in Islamic tradition. It then investigates the Qur'anic guidelines regarding gentle speech, the use of respectful language, and divine expressions such as qawlan maʿrūfan and qawlan karīman, emphasizing their relevance to marital discourse. Drawing on prophetic traditions, the behavior of the righteous predecessors (salaf), and classical juristic interpretations from major Islamic schools of thought, the study presents practical models of courteous spousal communication. Moreover, it critically examines contemporary challenges such as digital communication, linguistic informality, and the rise of verbal conflict in marital settings. By comparing past ideals with modern realities, the paper argues for the revival of prophetic etiquettes in speech to nurture compassion, mutual respect, and emotional harmony in marital life. The findings highlight the transformative role of ethical speech in preserving family stability and social harmony.

Keywords: *Spousal Communication, Qur'an, Sunnah, Islamic Ethics, Marriage, Speech Etiquette, Takhāṭub*

CC BY

تعارف موضوع

ازدواجی زندگی انسان کی اجتماعی اور انفرادی تربیت کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ قرآن و سنت نے جہاں زوجین کے حقوق و فرائض کو متعین کیا ہے، وہیں ان کے باہمی تخاطب اور گفت و شنید کے آداب کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ گفتگو محض الفاظ کا تبادلہ نہیں بلکہ احساسات، جذبات اور اخلاقی قدروں کا مظہر ہوتی ہے۔ اسلام نے میاں بیوی کے تعلق کو "لباس" سے تعبیر کیا، جو قربت، اعتماد اور پردہ پوشی کی علامت ہے۔ اسی تعلق میں مؤدبانہ گفتگو، نرم لہجہ، اور خیر خواہی پر مبنی طرزِ بیان کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآنِ حکیم میں مختلف مقامات پر "قولِ معروف"، "قولِ کریم"، اور "قولِ لین" جیسے الفاظ استعمال کر کے اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ کلام ہمیشہ نرمی، عزت اور خیر کے ساتھ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں بھی ازواجِ مطہراتؓ سے گفتگو میں حسنِ اخلاق، مسکراہٹ، اور محبت بھرے انداز کی کئی روشن مثالیں ملتی ہیں۔ عصرِ حاضر میں جہاں ازدواجی زندگی میں معاشی، سماجی اور نفسیاتی دباؤ بڑھ چکے ہیں، وہاں مؤثر اور مہذب گفتگو کی کمی نے کئی گھریلو مسائل کو جنم دیا ہے۔ سوشل میڈیا، ڈیجیٹل رابطے، اور غیر روایتی طرزِ گفتگو نے اس بحران کو مزید بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں زوجین کے باہمی تخاطب کے اسلامی اصولوں کو از سرِ نو سمجھا جائے اور ان کو عملی زندگی میں نافذ کیا جائے تاکہ محبت، احترام اور باہمی اعتماد پر مبنی خاندان کی بنیاد مضبوط ہو۔

مبحث اول: تخاطب (گفتگو) کا مفہوم و دائرہ کار

انسانی معاشرت کی بنیاد افہام و تفہیم پر استوار ہے اور یہ افہام و تفہیم گفتگو، تبادلۂ خیال اور باہمی رابطے کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ گفتگو ہی وہ بنیادی وسیلہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے، دلائل پیش کرتا ہے، احساسات کا اظہار کرتا ہے، علم منتقل کرتا ہے اور مسائل کا حل تلاش کرتا ہے۔ دینی تعلیمات میں گفتگو نہ صرف ایک فطری عمل کے طور پر دیکھی گئی ہے بلکہ اسے اخلاق و روحانیت کا پیمانہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی علوم کی مختلف شاخوں، مثلاً علم الاخلاق، علم الکلام، اصول الفقہ اور تصوف میں تخاطب کو وسیع اور عمیق انداز میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

1. تخاطب کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغوی اعتبار سے "تخاطب" عربی زبان کے مادہ "خ-ط-ب" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے "کلام کرنا"، "بات چیت کرنا" یا "خطاب کرنا"۔ "خِطاب" کا مطلب ہے براہِ راست کسی سے بات کرنا، اور "تخاطب" اس کا بابِ تفاعل ہے، جو باہمی گفتگو اور مکالمے پر دلالت کرتا ہے۔

اصطلاحی طور پر "تخاطب" سے مراد دو یا دو سے زائد افراد کے درمیان ایسی گفت و شنید ہے جس کا مقصد افہام و تفہیم، تعلیم، ہدایت، نصیحت یا مشورہ ہو۔ علم الاصول، منطق، علم المعانی اور علم البلاغہ میں تخاطب کو معنی کے تبادلے کے عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں:

"والتخاطبُ نوعٌ من أنواعِ التفاهمِ بينَ العاقِلِينَ[1]".

تخاطب عاقلوں کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک قسم ہے۔

علم کلام اور اصولِ دین کے ماہرین تخاطب کو وحی الٰہی اور نبوی دعوت کا بنیادی ذریعہ سمجھتے ہیں۔

.2 قرآن و سنت میں کلام کے آداب

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ میں گفتگو کے آداب کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ زبان کا غلط یا فتنہ انگیز استعمال نہ ہو۔ قرآن مجید کلام میں نرمی، سچائی، عدل اور دانائی کو لازم قرار دیتا ہے۔

قُرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ[2]

"پس تم دونوں (موسیٰ و ہارون) اُس سے نرمی سے بات کرنا، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حتیٰ کہ فرعون جیسے سرکش کے ساتھ بھی نرم گفتگو کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

»مَن كانَ يُؤمِنُ باللَّهِ واليومِ الآخِرِ، فليقلْ خيرًا أو ليصمُتْ[3]«

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ بھلا بات کرے یا خاموش رہے۔"

اس حدیث میں گفتگو کے اخلاقی ضابطے کی اعلیٰ ترین شکل بیان کی گئی ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"فَهذا الحديثُ أصلٌ عظيمٌ في حفظِ اللسانِ[4]".

یہ حدیث زبان کی حفاظت کے لیے عظیم اصل ہے۔

.3اسلامی معاشرت میں گفتگو کا کردار

اسلامی معاشرت میں گفتگو صرف تبادلہ خیال کا ذریعہ نہیں بلکہ تربیتِ اخلاق، اصلاحِ معاشرہ اور تعمیرِ سیرت کا اہم وسیلہ ہے۔ شریعت نے تخاطب کو عدل، رحم، سچائی اور خیر خواہی کے اصولوں کے تحت منظم کیا ہے۔

امام غزالیؒ نے "احیاء علوم الدین" میں گفتگو کے آداب اور اس کے اخلاقی پہلوؤں پر پورا باب قائم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"الكلمةُ الطيبةُ صدقةٌ، وهي مفتاحُ القلوبِ، وأصلُ الأخلاقِ، ومجلبةُ المودةِ[5]".

"اچھی بات صدقہ ہے، یہ دلوں کی چابی ہے، اخلاق کی بنیاد ہے، اور محبت کا ذریعہ ہے۔"

سماجی ماہرین کے مطابق گفتگو فرد کی شخصیت کو تعمیر کرتی ہے اور معاشرے میں رواداری، ہم آہنگی اور اتحاد کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

معاصر اسلامی مفکر ڈاکٹر فتحی یکن لکھتے ہیں:

"Dialogue is the bridge through which hearts meet and misunderstandings melt."[6]

"مکالمہ وہ پل ہے جس کے ذریعے دل آپس میں ملتے ہیں اور غلط فہمیاں ختم ہوتی ہیں۔"

اسلامی روایت میں مکالمہ نہ صرف تعلیم و تبلیغ کا ذریعہ ہے بلکہ تصوف، اصلاح، اور تزکیۂ نفس کا بھی بنیادی مرحلہ ہے۔

مبحث دوم: قرآن و سنت کی روشنی میں زوجین کے باہمی تخاطب کے اصول

انسانی معاشرت کی سب سے بنیادی اکائی "خاندان" ہے اور خاندان کا سب سے قریبی و حساس رشتہ میاں بیوی کا ہے۔ زوجین کے درمیان تعلق کا استحکام، خوشگوار ماحول، ذہنی سکون اور روحانی ہم آہنگی کا سب سے بڑا ذریعہ ان کے درمیان حسنِ تخاطب یعنی گفتگو کا نرم، باعزت اور باوقار اسلوب ہے۔ قرآن و سنت نے اس رشتے کی نوعیت کو "لباس" کے مثالی استعارے سے تعبیر کر کے اس میں محبت، قربت، اعتماد اور حسنِ بیان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

.1حسنِ کلام اور نرم لہجہ

اسلامی تعلیمات میں زوجین کے درمیان نرم گفتاری کو محبت، الفت اور سکون کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کا مزاج اصلاحی و رحمدل ہے، اور اس کی تعلیمات گفتگو میں نرمی اور خوش خلقی پر زور دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[7]

"اور ان (بیویوں) کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی بسر کرو۔"

"معروف" میں معاشرت، سلوک، کلام اور تمام رویے شامل ہیں۔ امام طبریؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"بِالْمَعْرُوفِ أي بالكلامِ الطيبِ والخلقِ الحسنِ[8]".

"معروف کا مطلب ہے عمدہ کلام اور خوش اخلاقی۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

»خيرُكم خيرُكم لأهلِهِ، وأنا خيرُكم لأهلي[9]«

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہو، اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں اپنے اہل کے لیے۔"

.2 عزت و توقیر کے الفاظ کا استعمال

اسلامی آداب میں بیوی یا شوہر کو عزت سے مخاطب کرنا نہ صرف ایک اخلاقی خوبی ہے بلکہ تعلق کو مضبوط بنانے کا ذریعہ بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو "یا عائش" کہہ کر مخاطب فرمایا، جو نہایت محبت اور عزت کا انداز ہے۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنی زوجہ سے "ام عبد اللہ" کہہ کر خطاب کرتے، حالانکہ وہ بیٹے کے بغیر تھیں، صرف عزت افزائی کے لیے۔[10]

سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان گفتگو میں ادب و احترام کا انداز ملتا ہے، جس کی تصدیق مختلف سیرت نگاروں نے کی ہے۔

3 . "قولاً معروفاً" اور "قولاً کریماً" جیسے قرآنی انداز

قرآن مجید نے جہاں عمومی طور پر کلام کے آداب بتائے ہیں، وہیں یہ الفاظ مخصوص اندازِ گفتگو کو ظاہر کرتے ہیں:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[11]

"اور لوگوں سے بھلی بات کہا کرو۔"

فَقُل لَّهُم قَوْلًا مَّيْسُورًا[12]

"تو ان سے آسان بات کیا کرو۔"

وَقُل لَّهُمْ قَوْلًا كَرِيمًا[13]

"اور ان سے عزت و احترام والی بات کہو۔"

ان سب کا اطلاق سب سے پہلے انسان کے گھر کے ماحول پر ہوتا ہے۔ زوجین کے مابین "قولِ معروف" یعنی بھلے الفاظ، "قولِ کریم" یعنی عزت والے الفاظ اور "قولِ میسور" یعنی نرم و آسان بات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"القولُ الكريمُ هو الّذي يدلُّ على احترامِ المخاطَبِ، ويبعثُ على الودّ[14]".

"قولِ کریم وہ ہے جو مخاطب کی تعظیم پر دلالت کرے اور محبت پیدا کرے۔"

4. جمع کے صیغے کے استعمال کی حکمت (مثلاً: ﴿امْكُثُوا﴾)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو وحی کی کہ:

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

"اور (موسیٰؑ کی ماں نے) اُس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا۔[15]"

جبکہ دوسری جگہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا گیا:

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ امْكُثُوا

مفسرین کے نزدیک جمع کا صیغہ محبت، تکریم یا مشورے کے انداز میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ قرآن میں "نحن" کا استعمال ہے۔ زوجین کے باہمی تخاطب میں جب کسی فریق کا لہجہ مشورتی، تکریمی یا مشترکہ ذمے داری کا اظہار کرے تو وہ جمع کے صیغے کے ذریعے مؤثر ہوتا ہے۔

ابن عاشورؒ فرماتے ہیں:

"التعبيرُ بالجمعِ قد يُرادُ به التعظيمُ أو الاستمالةُ في الخطابِ[16]".

"جمع کے صیغے کا استعمال تعظیم یا دل جوئی کے لیے کیا جاتا ہے۔"

5. سیدہ اُم درداءؓ و دیگر صحابہ کے اسالیبِ گفتگو

سیدہ اُم درداءؓ اور ابو درداءؓ کا تعلق ان جوڑوں میں سے تھا جو نہایت ادب و نرمی سے بات کرتے۔ ان کے درمیان مکالمات محبت اور علم کا حسین امتزاج تھے۔ ابو درداءؓ فرماتے:

"میں اپنی اہلیہ سے اس طرح بات کرتا ہوں گویا میں کسی دوست سے محوِ گفتگو ہوں۔[17]"

سیدنا عمرؓ اور حضرت حفصہؓ کے درمیان مکالمات میں ادب، اصلاح اور مشورہ موجود ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے:

"بیوی وہ ہے جو مشورہ دے، بات سنے اور اصلاح چاہے۔[18]"

مبحث سوم: زوجین کے تخاطب میں اسلامی ادب کی عملی مثالیں

اسلام ایک ایسا دین ہے جو محض احکام اور اصولوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اُن احکام کے عملی مظاہر کو بھی تاریخ میں محفوظ رکھتا ہے تاکہ امت کے لیے عملی نمونے میسر آئیں۔ میاں بیوی کے درمیان تخاطب میں حسنِ ادب، عزت، محبت اور نرمی ایک مثالی اسلامی مزاج ہے، جس کے مظاہر صحابہ کرامؓ، سلف صالحین، مشرقی روایات اور عرفی کلمات میں نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ ادب نہ صرف الفاظ کے حسن میں جھلکتا ہے بلکہ اس سے تعلقات میں نرمی، فہم، ایثار اور قربت پروان چڑھتی ہے۔

1. صحابہ وصحابیات کا طرزِ تخاطب

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں زوجین کے باہمی ادب واحترام کا اعلیٰ نمونہ ملتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے تعلقات میں نہ صرف محبت بلکہ باہمی توقیر اور ادب نمایاں تھا۔ حضرت علیؓ انہیں "فاطمہ الزہراءؓ" کہہ کر مخاطب کرتے، جو نہایت عزت و محبت سے بھرپور خطاب تھا۔

حضرت ابو درداءؓ اپنی زوجہ ام درداءؓ سے اس انداز سے گفتگو کرتے کہ گویا دو اہلِ علم کے درمیان محبت بھرا مکالمہ ہو:

"كانت بيني وبين أم الدرداء مودة لا يقطعها إلا الموت[19]".

"میرے اور اُم درداءؓ کے درمیان ایسی مودّت تھی جسے صرف موت جدا کرسکتی ہے۔"

سیدہ عائشہؓ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان تخاطب کا انداز نہایت نرم، مزاح پر مبنی اور عزت آمیز تھا۔ نبی کریم ﷺ انہیں کبھی "عائش" کہہ کر مخاطب کرتے، جو اختصار اور محبت پر مبنی انداز تھا۔

2. سلف صالحین کے اقوال وافعال

سلف صالحین کی زندگیوں میں زوجین کے باہمی ادب کی کئی روشن مثالیں موجود ہیں۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

"إذا أحببت امرأتك فأكرمها، وإذا كرهتها فلا تهنها[20]".

"جب بیوی کو چاہو تو اسے عزت دو، اور اگر ناچاہو تو بھی اسے ذلیل نہ کرو۔"

امام حسن بصریؒ کی زوجہ ان سے ادب سے مخاطب ہوتیں اور امام حسنؒ فرمایا کرتے:

"جس عورت کی زبان میں ادب ہے، اس کا گھر امن کا گہوارہ ہوتا ہے۔"

ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں:

"الزّوجُ الكاملُ مَن يُحسنُ الكلامَ مع امرأتِهِ كما يُحسنُهُ في المسجدِ[21]".

"کامل شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی سے اسی عمدگی سے بات کرے جیسے وہ مسجد میں کرتا ہے۔"

.3 مشرقی روایات میں ادبِ تخاطب کی مثالیں

برصغیر کی اسلامی روایت میں زوجین کے درمیان تخاطب میں خاص قسم کی شرم، احترام اور تہذیب شامل رہی ہے۔ بیویاں شوہروں کو "میرے صاحب"، "قبلہ"، "میاں جی" جیسے القاب سے مخاطب کرتیں جبکہ شوہر "بی بی جان"، "بیگم صاحبہ" یا "اہلیہ محترمہ" جیسے القاب استعمال کرتے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاں ادبِ تخاطب کا ایسا پاکیزہ اور شائستہ نمونہ ملتا ہے جو اسلامی مشرقی تہذیب کی عمدہ مثال ہے۔ ان کی زوجہ محترمہ فرماتی تھیں کہ مولانا مجھے کبھی سخت لفظ سے مخاطب نہ کرتے، اور ہمیشہ احترام سے "بی بی" کہہ کر بلاتے۔[22]

.4 "سرتاج"، "سردار"، "محترم" جیسے الفاظ کا پس منظر

اردو اور فارسی تہذیب میں زوجین کے درمیان تخاطب کے جو الفاظ رائج رہے، ان میں "سرتاج"، "سردار"، "محترم"، "قبلہ"، "بی بی جان"، "بیگم صاحبہ" جیسے الفاظ محض ادبی نہیں بلکہ روحانی اور سماجی قدر و منزلت کے عکاس ہیں۔

"سرتاج" کا استعمال شوہر کے لیے عزت و محبت کا مرقع ہے۔ "تاج" کا مفہوم حکومت، قیادت اور فخر ہے، جب عورت شوہر کو "سرتاج" کہتی ہے تو گویا وہ اسے سربراہِ خانہ تسلیم کرتی ہے، جو قرآن کے اس اصول کے موافق ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[23]"

"مرد عورتوں پر قوام ہیں۔"

اسی طرح "محترم" کا لفظ عزت، وقار اور وقارِ گفتار کو ظاہر کرتا ہے۔ ان الفاظ کا استعمال رشتے کو رسمی نہیں بلکہ باوقار، باعزت اور پائیدار بناتا ہے۔ یہ الفاظ برصغیر کی معاشرتی نفسیات کا حصہ بن چکے ہیں اور اسلامی آدابِ تخاطب کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہیں۔

مولانا ظفر علی خان نے اپنے ایک مضمون میں لکھا:

"شوہر اور بیوی کے درمیان الفاظ کا ادب، دلوں کے درمیان محبت کے پل تعمیر کرتا ہے۔[24]"

مبحث چہارم: فقہی و محدثین کا موقف

اسلامی شریعت نے زوجین کے باہمی تعلقات کو حقوق و فرائض کے توازن سے مزین کیا ہے، مگر ان کے باہمی تخاطب میں جو ادب، شفقت، اور احترام کی کیفیت مطلوب ہے، اسے نہ صرف قرآن و سنت نے بیان کیا بلکہ فقہاء اور محدثین نے بھی اپنی فقہی و حدیثی تصنیفات میں وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء نے زبان کے استعمال، ادبِ تخاطب، اور الفاظ کے اثرات کو نہایت اہمیت دی۔ اس مبحث میں ان آراء کا تحقیقی واستنباطی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

1. فقہ حنفی، شافعی وغیرہ کے اقوال

فقہائے کرام نے میاں بیوی کے درمیان تخاطب میں نرمی، حسنِ کلام، اور ادب کو مستحسن قرار دیا ہے۔

فقہ حنفی کے مطابق، شوہر کو بیوی کے ساتھ نہایت شفقت اور حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ امام محمدؒ "کتاب الآثار" میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"ينبغي للرجل أن يُحسن خلقه مع أهله، ويخاطبها بالكلام اللين[25]".

"مرد کے لیے مناسب ہے کہ اپنی بیوی سے حسنِ اخلاق سے پیش آئے اور نرم زبان میں گفتگو کرے۔"

فقہ شافعی کے فقیہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"وَيُستحبّ للزّوج أن يُكلم زوجته بكلامٍ لَطيفٍ يُذهب وحشتها[26]".

"شوہر کے لیے مستحب ہے کہ وہ بیوی سے لطیف اور دلجوئی کے کلمات سے بات کرے تاکہ اس کی تنہائی اور وحشت دُور ہو۔"

2. حدیثی شواہد اور ان سے استنباط

حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کا زوجین کے ساتھ تخاطب کا اسلوب نہایت نرمی اور ادب پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اُمت کو سکھایا کہ زوجین کا باہمی کلام عزت، محبت اور توقیر پر مبنی ہونا چاہیے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

"كنتُ أشربُ وأنا حائضٌ، ثمَّ أُناولُه النَّبيَّ ﷺ، فيضعُ فاه على موضِعِ فيَّ، فيشربُ[27]".

"میں حالت حیض میں پانی پیتی، پھر نبی ﷺ کو دیتی تو آپ میرے منہ کی جگہ منہ رکھ کر پیتے۔"

یہ حدیث نہ صرف محبت و قربت کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس بات کی دلیل ہے کہ زوجین کے درمیان تخاطب اور رویہ غیر رسمی، مگر باادب اور پیار بھرا ہونا چاہیے۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

"فاتقوا الله في النساء، فإنكم أخذتموهن بأمانة الله[28]".

"عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے۔"

اس حدیث سے استنباط کیا گیا ہے کہ بیوی کو بطورِ امانت سمجھنا، اس سے عزت و نرمی سے گفتگو کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

.3 نام لے کر پکارنے سے متعلق فقہی آراء

اسلامی فقہ میں بیوی کا نام لے کر پکارنا بذاتِ خود جائز ہے، لیکن ادب اور عرف کے دائرے میں اس کا استعمال بہتر یا غیر بہتر بن سکتا ہے۔ امام ابن Ābidīn ' شامیؒ لکھتے ہیں:

"إن كان في ذكر الاسم صراحة ما يوقعها في حرج، فتركه أولى، وإلا فلا بأس".

"اگر بیوی کا صریح نام لینے میں اسے حرج ہو تو ترک کرنا بہتر ہے، ورنہ شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔29"

یعنی، اگر عرف میں عورت کو نام لے کر پکارنا معیوب سمجھا جاتا ہو یا بیوی اس سے شرم محسوس کرے، تو بہتر ہے کہ احترام والے القاب استعمال کیے جائیں۔ یہی موقف فقہ مالکی و حنبلی میں بھی عمومی طور پر موجود ہے۔

.4 بیوی کا ادب اور شوہر کے لیے کلماتِ احترام

بیوی کے لیے شوہر سے ادب سے بات کرنا صرف معاشرتی اصول نہیں بلکہ اسلامی اخلاقیات کا حصہ ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا"

"اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر زیادتی کا راستہ نہ تلاش کرو۔[30]"

مفسرین کے مطابق اس آیت میں "اطاعت" میں قولی ادب بھی شامل ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"ومِن تمام الطاعة حسنُ الكلامِ مع الزوج، وكفُّ اللسان عن الجفاء[31]".

"شوہر کی مکمل اطاعت میں حسنِ کلام اور زبان کو سختی سے روکنا بھی شامل ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ شریعت نے بیوی کو شوہر کے لیے "قول معروف"، "قول کریم" اور "قول حسن" کے ذریعے مخاطب کرنے کی ترغیب دی۔

سیدہ فاطمہؓ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں:

"يا أبتاه!" (اے میرے بابا!)

اسی اسلوب میں سیدہ عائشہؓ نبی کریم ﷺ کو "**يا رسول الله**" کے بجائے "**يا نبيّ الله**" "يا" "**يا حبيبي**" کہہ کر مخاطب کرتیں، جس سے واضح ہوتا ہے کہ تخاطب میں ادب و محبت دونوں پہلو جمع کیے جاتے تھے۔

مبحث پنجم: معاصر معاشرتی تناظر

زمانہ قدیم سے انسان کے باہمی تعلقات میں "تخاطب" کو ایک کلیدی حیثیت حاصل رہی ہے، مگر عصرِ حاضر میں معاشرتی تبدیلیوں، ٹیکنالوجی کے غلبے، اور زبان کی ساخت میں تغیر کے باعث گفتگو کے اسالیب میں نمایاں فرق آچکا ہے۔ زوجین کے مابین تخاطب میں جہاں قربت، اعتماد اور پیار کا اظہار ہونا چاہیے تھا، وہیں اب بدزبانی، طنز، سرد مہری اور غصے نے جگہ لے لی ہے۔ اس مبحث میں ہم موجودہ دور کے تخاطبی رویوں اور ان کے معاشرتی اثرات کا تجزیہ کریں گے۔

.1 جدید معاشرے میں تخاطب کے بدلتے اسلوب

معاصر معاشرت میں ازدواجی گفتگو میں رواج پا جانے والی بے تکلفی بعض اوقات غیر ضروری بے ادبی میں بدل جاتی ہے۔ روایتی القاب جیسے "محترمہ"، "بی بی"، "خاتونِ خانہ" "یا" "سرتاج" کا استعمال کم ہوتا جا رہا ہے، اور ان کی جگہ نام لے کر یا عرفی الفاظ سے مخاطب کرنے کا رجحان بڑھا ہے۔ بعض اوقات یہ رویہ خواتین میں احساسِ عدمِ احترام کو جنم دیتا ہے۔

ڈاکٹر مہدی حسن اس رجحان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "Language reflects the value system of a society. When respect disappears from words, it also fades from relationships."[32]

"زبان معاشرے کے نظامِ اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔ جب الفاظ سے احترام ختم ہو جائے تو تعلقات سے بھی مٹ جاتا ہے۔"

.2سوشل میڈیا، موبائل گفتگو اور زبان کا اثر

ٹیکنالوجی نے رابطے کو آسان ضرور بنایا ہے، مگر اس نے گفتگو میں غیر رسمی پن، اختصار، اور بعض اوقات بے ادبی کو بھی فروغ دیا ہے۔ موبائل پیغامات، واٹس ایپ چیٹس اور سوشل میڈیا پوسٹس میں "لفظ" کی لطافت و حرمت کم ہو چکی ہے۔ اب زوجین کے مابین بھی "ٹھیک ہے"، "اوکے"، "ہاں"، "نہیں" جیسے مختصر جوابات معمول بن چکے ہیں، جو جذبات کے اظہار میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ شیخ عبد الفتاح أبو غدةؒ اس تبدیلی پر تبصرہ کرتے ہیں:

"إنّ الكلمة الطيبة مفتاحُ المحبة، وإنّ في غلظ الكلام قسوةً في القلوب، فلْيُتأنّ في اختيار الألفاظ[33]".

"اچھا کلمہ محبت کی کنجی ہے، اور سخت کلام دلوں میں سختی پیدا کرتا ہے، اس لیے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط ضروری ہے۔"

.3ازدواجی جھگڑوں میں بدکلامی کے نتائج

معاشرتی تحقیق اور خاندانی عدالتوں کے مشاہدات کے مطابق، ازدواجی جھگڑوں کی ایک بڑی وجہ نامناسب زبان اور بدکلامی ہے۔ بدزبانی نہ صرف وقتی تلخی پیدا کرتی ہے، بلکہ دیرپا نفسیاتی اثرات کا باعث بھی بنتی ہے۔ بیوی یا شوہر کو طعنہ زنی، تحقیر آمیز الفاظ، اور غیر شائستہ جملوں سے مخاطب کرنا ازدواجی تعلق کو رفتہ رفتہ کھوکھلا کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر ایملی براؤن، ازدواجی مسائل کی ماہر، کہتی ہیں:

"Verbal abuse corrodes the emotional connection between spouses, even more deeply than physical conflict."[34]

"زبانی بدسلوکی میاں بیوی کے درمیان جذباتی تعلق کو جسمانی جھگڑوں سے کہیں زیادہ گہرائی سے تباہ کرتی ہے۔"

اسلامی روایت میں بدکلامی کی سخت مذمت کی گئی ہے:

"لَيْسَ المُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الفَاحِشِ، وَلَا البَذِيءِ[35]".

"مومن طعنہ زن، لعنت کرنے والا، فحش گو یا بدزبان نہیں ہوتا۔"

.4اصلاحِ معاشرت کے لیے ادبی اسلوب کی ضرورت

تہذیبِ معاشرت کا ایک لازمی جزو گفتگو کا حسن اور ادب ہے۔ اگر زوجین ایک دوسرے کو مہذب، نرم اور ادب والے الفاظ سے پکاریں تو دلوں میں محبت، اعتماد اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ "محترم"، "پیارے"، "جانِ من"، "دلبر"، جیسے القاب اور محبت آمیز انداز سے گفتگو، تعلق کو پائیدار بناتے ہیں۔

امام رازیؒ کہتے ہیں:

"فالكلمة الطيبة تُدخل السرور، والقول الجاف يُنبت الجفاء، فاخترْ اللفظ قبل النطق[36]".

"اچھے کلمات دل میں خوشی پیدا کرتے ہیں، جبکہ خشک الفاظ بے رخی کو جنم دیتے ہیں، پس بولنے سے پہلے لفظ کا انتخاب کرو۔"

اصلاحِ معاشرت کے لیے ضروری ہے کہ سوشل میڈیا، ٹی وی ڈراموں اور موبائل رابطوں میں ادبِ تخاطب کو فروغ دیا جائے۔ تعلیمی نصاب، جمعہ کے خطبات، اور خاندانی تربیتی نشستوں میں اس موضوع کو اجاگر کیا جانا چاہیے۔

خلاصہ کلام

زوجین کے مابین تخاطب صرف الفاظ کا تبادلہ نہیں بلکہ محبت، احترام، فہم و فراست، اور روحانی ہم آہنگی کی مظہر گفتگو کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں نہایت مہذب، نرم اور ادب پر مبنی کلام کی تعلیم دی گئی ہے، جس کا اطلاق میاں بیوی کے تعلق پر بدرجہ اتم ہونا چاہیے۔ "قولاً سدیداً"، "قولاً کریماً" اور "قولاً معروفاً" جیسے قرآنی اسالیب ہمیں سکھاتے ہیں کہ الفاظ کس طرح دلوں کو جوڑتے یا توڑتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ، تابعین، اور سلف صالحین کی عملی زندگیوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ محبت، عزت اور وقار سے پکارنا، گفتگو میں نرمی اختیار کرنا، اور بدکلامی سے پرہیز، خوشگوار ازدواجی زندگی کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ فقہی آراء میں بھی بیوی کے احترام، اور شوہر کی توقیر پر مبنی تخاطب کو معاشرتی حسن کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ معاصر دور میں جہاں زبان میں بے احتیاطی عام ہو گئی ہے، سوشل میڈیا، ڈرامہ، اور موبائل کلچر نے ادبِ تخاطب کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان حالات میں اصلاحِ معاشرت کے لیے ضروری ہے کہ زوجین کے باہمی کلام میں اسلامی ادب، روایتی مشرقی تہذیب، اور سیرتِ نبوی سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ بچوں کی تربیت، تعلیمی اداروں، میڈیا اور دینی حلقوں میں تخاطب کے آداب کو

فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ الغرض، ادبِ تخاطب نہ صرف خوشگوار ازدواجی زندگی کی ضمانت ہے بلکہ معاشرے کے امن، تہذیب اور روحانی بالیدگی کا ضامن بھی۔ اس لیے ہر مسلمان جوڑے کو چاہیے کہ اپنی گفتگو کو محبت، عزت اور خیر خواہی کے خمیر سے مزین کرے، تاکہ زندگی میں سکون، تعلق میں گہرائی، اور معاشرے میں نرمی و رحمت کا ماحول قائم ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Al-Taftāzānī, Sa'd al-Dīn, Sharḥ al-Maqāṣid (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 2005), 1:122

[2] Al-Qur'ān, 20:44

[3] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣahīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH), 1: 2722

[4] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Beirut: Dār al-Fikr, 2001), 18:117

[5] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Cairo: Dār al-Maʿārif, 2004), 3: 121

[6] Fathi Yakan, Problems of Daʿwah and the Daʿiyah (Beirut: Al-Maktabah al-Islāmiyya, 1999), 56

[7] Al-Qur'ān, 4:19

[8] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tafsīr al-Ṭabarī (Cairo: Dār al-Maʿārif, 2001), 8: 291

[9] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Sunan al-Tirmidhī (Cairo: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1327 AH), 5: 709

[10] Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh, Al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb (Beirut: Dār al-Jīl, 1992), 4: 1783

[11] Al-Qur'ān, 2:83

[12] Al-Qur'ān, 17:28

[13] Al-Qur'ān, 17:23

[14] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Tafsīr al-Kabīr (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1999), 20: 213

[15] Al-Qur'ān, 28:11

[16] Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Al-Taḥrīr wa al-Tanwīr (Tunis: Dār al-Suʿāda, 1984), 15: 322

[17] Al-Dhahabī, Shams al-Dīn, Siyar Aʿlām al-Nubalāʾ (Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 2001), 2: 348

[18] Al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, Ansāb al-Ashrāf (Beirut: Dār al-Fikr, 1996), 5: 278

[19] Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh, Al-Istīʿāb (Beirut: Dār al-Jīl, 1992), 4: 1739

[20] Al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abū Bakr, Tārīkh Baghdād (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 2001), 9: 217

[21] Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Rawḍat al-Muḥibbīn (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1996), 112
[22] Thanwī, Ashraf ʿAlī, Tarbiyat al-Niswān (Deoband: Matbaʿ Thanaʾī, 1324 AH), 53
[23] Al-Qur'ān, 4:34
[24] Khan, Zafar ʿAlī, Maḥfil e Adab (Lahore: Al-Zafar Publishers, 1950), 22
[25] Muḥammad ibn al-Ḥasan al-Shaybānī, Al-Āthār (Karachi: Idārat al-Qurʾān, 1404 AH), 73
[26] Al-Nawawī, Yaḥyá ibn Sharaf, Rawḍat al-Ṭālibīn (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1996), 7: 127
[27] Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH), 1: 2722
[28] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Al-Maktabah al-Salafīyah, 1311 AH), 3: 127
[29] Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn, Radd al-Muḥtār (Cairo: Dār al-Fikr, 1995), 3: 246
[30] Al-Qur'ān, 4:34
[31] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993), 5: 168
[32] Hasan, Mahdi, Language and Media Ethics (Lahore: Sang-e-Meel, 2011), 91
[33] Abū Ghuddah, ʿAbd al-Fattāḥ, Muʿāmalah al-Nās (Beirut: Maktabat al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1994), 63
[34] Brown, Emily, Patterns of Marriage Breakdown (New York: Family Dynamics Press, 2007), 53
[35] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsá, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1407 AH), 4: 350
[36] Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Tafsīr al-Kabīr (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Turāth, 1420 AH), 9: 230